نشانِ لبہ کا مطلب ہمیشہ وہی رہا؛ اسے چھونے والے ہاتھ بدلتے رہے

(مقالہ/ایڈیٹر کا انتخاب)

ہاتھ کا ہنر کم ہوتا گیا۔ ۱۹۷۶ء کے بعد سے ہر دہائی میں ایسے کاریگروں کی تعداد گھٹی ہے جو بغیر کسی سانچے کے، صرف انگلیوں کے اندازے سے، کنارے کو یکساں موٹائی دے سکیں۔ ۲۰۱۸ء میں ایسے ۱۴ کاریگر باقی تھے، ۲۰۲۱ء میں ۹ رہ گئے، اور اب ۶ ہیں۔ ان میں سے ۴ کی عمر ۶۵ برس سے زیادہ ہے۔ یہ اعداد ہمارے اپنے سروے سے لیے گئے ہیں، کسی سرکاری ادارے سے نہیں۔

سب سے بڑا نقصان ۲۰۱۹ء کے سیلاب میں ہوا۔ اس سال ۱۱ کاریگروں کے گھروں میں پانی داخل ہوا، اور ۷ کے اوزار مکمل طور پر ضائع ہو گئے۔ ان میں وہ لکڑی کے گیج بھی تھے جو ہر کاریگر اپنے ہاتھ کے مطابق خود بناتا ہے۔ ایک گیج کا متبادل بنوانے میں اوسطاً ۱۸ دن اور ۴ ہزار روپے لگتے ہیں۔ کئی کاریگروں کے لیے یہ رقم اور وقت دونوں ہی بہت زیادہ تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کئی نے کام ہی چھوڑ دیا۔

نشانِ لبہ کی سب سے مشکل قسم ’’دوہرا موڑ‘‘ ہے، جس میں کنارے پر دو الگ الگ لہریں بنانی ہوتی ہیں۔ اس کے لیے ہاتھ کو ایک ہی لمحے میں دو سمتوں میں حرکت دینی پڑتی ہے۔ ۲۰۱۸ء میں ۱۴ میں سے ۱۱ کاریگر یہ موڑ بنا سکتے تھے۔ ۲۰۲۱ء میں یہ تعداد ۹ رہ گئی، اور اب صرف ۴ کاریگر اسے مکمل کر پاتے ہیں۔ یعنی ۶ برس میں اس ایک تکنیک کے ۶۰ فیصد ماہر ختم ہو گئے۔

ہنر کے ساتھ ساتھ اس کی معیشت بھی بدلی ہے۔ ۲۰۱۸ء میں ایک کاریگر ۱۰ گز لمبا نشانِ لبہ اوسطاً ۴ دن میں مکمل کرتا تھا اور اس کی اجرت ۲۲۰۰ روپے تھی۔ ۲۰۲۱ء میں یہ وقت بڑھ کر ۵ دن ہو گیا، جبکہ اجرت صرف ۲۴۰۰ روپے ہوئی۔ یعنی محنت میں ۲۵ فیصد اضافہ ہوا، مگر فی گھنٹہ آمدنی ۱۳ فیصد کم ہو گئی۔ ۲۰۲۲ء میں یہ فرق اور بڑھا۔ اب ۱۰ گز کا نشان ۵ دن میں بنتا ہے اور اجرت ۲۷۰۰ روپے ہے، یعنی فی گھنٹہ آمدنی ۲۰۱۸ء کے مقابلے میں تقریباً ۲۸ فیصد کم ہے۔

اس کے برعکس، ۲۰۱۸ء میں ۱۴ کاریگروں کی ایک انجمن قائم ہوئی تھی، جس کا مقصد ہنر کو بچانا اور نئے لوگوں کو سکھانا تھا۔ ۲۰۲۱ء میں اس کے ۱۰ ارکان رہ گئے، اور ۲۰۲۲ء میں صرف ۶ باقی ہیں۔ انجمن کے سیکرٹری ۷۲ سالہ حاجی نذیر احمد ہیں، جو خود بھی ۱۹۷۶ء سے یہ کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا: ’’ہم نے ۱۲ نوجوانوں کو سکھانے کی کوشش کی، مگر ۹ نے بیچ میں چھوڑ دیا۔ وجہ وہی ہے کہ اس ہنر میں صبر بہت چاہیے، اور صبر کی کوئی قیمت نہیں لگتی۔‘‘

انجمن کے ریکارڈ کے مطابق ۲۰۱۸ء میں ۱۴ کاریگروں نے مجموعی طور پر ۶۲۰ گز نشانِ لبہ تیار کیا تھا، جبکہ ۲۰۲۱ء میں یہ پیداوار گھٹ کر ۴۱۰ گز رہ گئی۔ ۲۰۲۲ء میں ۶ کاریگروں نے صرف ۲۶۰ گز کام کیا۔ یعنی چار برس میں پیداوار میں ۵۸ فیصد کمی آئی۔ اسی عرصے میں ریشم کی قیمت ۴۲۰ روپے فی تولہ سے بڑھ کر ۶۱۰ روپے ہو گئی، یعنی ۴۵ فیصد اضافہ۔ ریشم کم ہوا، دام بڑھے، اور کاریگر کم ہوتے گئے۔

خریداروں کی تعداد بھی گھٹی ہے۔ ۲۰۱۸ء میں انجمن کے ۹۲ گاہک تھے، جن میں سے ۳۱ ہر سال آرڈر دیتے تھے۔ ۲۰۲۲ء میں گاہکوں کی تعداد ۴۱ ہے، مگر سالانہ آرڈر دینے والے صرف ۱۲ رہ گئے ہیں۔ باقی زیادہ تر لوگ ایک بار خرید کر چلے جاتے ہیں، کیونکہ اب نشانِ لبہ کا کام مہنگا اور وقت طلب سمجھا جاتا ہے۔ ۲۰۱۸ء میں ایک گز نشانِ لبہ کی اوسط قیمت ۱۸۰۰ روپے تھی، جو ۲۰۲۲ء میں بڑھ کر ۲۶۰۰ روپے ہو گئی ہے۔ یہ اضافہ مہنگائی کی شرح سے کم ہے، اس لیے حقیقی آمدنی میں کمی واضح ہے۔

انجمن کے پاس فی الحال کوئی باقاعدہ تربیتی پروگرام نہیں۔ حاجی نذیر احمد کے مطابق وہ صرف اس شاگرد کو سکھاتے ہیں جو کم از کم ۶ ماہ مسلسل آئے۔ ’’ایک دن آ کر چلا جانے والا کچھ نہیں سیکھتا، کیونکہ ہاتھ کو یاد رکھنے کے لیے روز بیٹھنا پڑتا ہے۔‘‘ انجمن کے پاس اس وقت صرف ۲ شاگرد ہیں، جن میں سے ایک ۱۹ سال کا ہے اور دوسرا ۲۴ سال کا۔ دونوں کے پاس اپنے اوزار ہیں، جو انجمن نے ۲۰۲۱ء میں خریدے تھے۔

ہنر کی دستاویز کاری کے لیے ۲۰۲۲ء میں ایک ڈیجیٹل ریکارڈ بنایا گیا۔ اس میں ۷۶۵۲ کاریگروں کے نام، پتے اور ان کے بنائے ہوئے نمونوں کی تصاویر درج کی گئیں۔ ۲۰۲۲ء کے آخر تک ۳۱۰ نمونے جمع ہو چکے تھے۔ یہ ریکارڈ ہنر کے زوال کو روکنے کی ایک کوشش ہے، مگر اس کے لیے ۱۲ ہزار روپے سالانہ کی فیس مقرر کی گئی ہے، جو کئی کاریگروں کے لیے بوجھ ہے۔ ۲۰۲۲ء میں صرف ۴۱ کاریگروں نے یہ فیس ادا کی۔ باقی ۳۵ کا ریکارڈ تاحال نامکمل ہے۔

حاجی نذیر احمد کا کہنا ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو یہ ہنر نہیں سکھائیں گے، کیونکہ ’’جو ہنر پیٹ نہ بھرے، وہ بیٹے کو دینا ظلم ہے‘‘۔ ان کے بقول نشانِ لبہ کا کام اب شوق کی حد تک رہ گیا ہے، روزگار کی نہیں۔ ’’جس دن میرے ہاتھ رکے، اس دن یہ ہنر بھی رک جائے گا، کیونکہ کتاب میں لکھا ہنر ہاتھ میں نہیں آتا۔‘‘

ریشم نگر کا ۷۶ سالہ نشانِ لبہ کاریگر ہنر کی آخری نشانی، شاگرد صرف ۲

(مقالہ/ایڈیٹر کا انتخاب)

ریشم نگر کے ۷۶ سالہ کاریگر حاجی نذیر احمد کا ہاتھ نشانِ لبہ بُنتے ہوئے کبھی نہیں کانپا۔ وہ ۱۹۷۶ء سے یہ کام کر رہے ہیں اور اب ان کے پاس صرف دو شاگرد باقی ہیں۔ ان کے بعد شاید کوئی نہیں۔ نشانِ لبہ ریشم کے کپڑے کا وہ کنارہ ہے جو لہر کی طرح موڑ کھاتا ہے، اور اسے بنانے کے لیے کوئی مشین آج تک پوری طرح کامیاب نہیں ہو سکی۔ یہ کام صرف ہاتھ سے ہوتا ہے، اور ہاتھ بھی وہ جو برسوں میں تربیت پائے۔

حاجی نذیر احمد کا گھر ریشم نگر کے پرانے محلے کوٹ سلیمان میں ہے۔ ان کے کمرے میں ۴ کرگھے لگے ہیں، مگر صرف ایک پر کام ہو رہا ہے۔ باقی تین پر گرد جمی ہے۔ ان کے بقول ۱۹۸۰ء کی دہائی میں اس محلے کے ہر دوسرے گھر میں کرگھا چلتا تھا۔ اب صرف ۹ کاریگر رہ گئے ہیں، اور ان میں سے ۴ کی عمر ۶۵ برس سے زیادہ ہے۔ یہ اعداد ہمارے اپنے سروے سے لیے گئے ہیں، کسی سرکاری ادارے سے نہیں۔

سب سے بڑا نقصان ۲۰۱۹ء کے سیلاب میں ہوا۔ اس سال ۱۱ کاریگروں کے گھروں میں پانی داخل ہوا، اور ۷ کے اوزار مکمل طور پر ضائع ہو گئے۔ ان میں وہ لکڑی کے گیج بھی تھے جو ہر کاریگر اپنے ہاتھ کے مطابق خود بناتا ہے۔ ایک گیج کا متبادل بنوانے میں اوسطاً ۱۸ دن اور ۴ ہزار روپے لگتے ہیں۔ کئی کاریگروں کے لیے یہ رقم اور وقت دونوں ہی بہت زیادہ تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کئی نے کام ہی چھوڑ دیا۔

نشانِ لبہ کی سب سے مشکل قسم ’’دوہرا موڑ‘‘ ہے، جس میں کنارے پر دو الگ الگ لہریں بنانی ہوتی ہیں۔ اس کے لیے ہاتھ کو ایک ہی لمحے میں دو سمتوں میں حرکت دینی پڑتی ہے۔ ۲۰۱۸ء میں ۱۴ میں سے ۱۱ کاریگر یہ موڑ بنا سکتے تھے۔ ۲۰۲۱ء میں یہ تعداد ۹ رہ گئی، اور اب صرف ۴ کاریگر اسے مکمل کر پاتے ہیں۔ یعنی ۶ برس میں اس ایک تکنیک کے ۶۰ فیصد ماہر ختم ہو گئے۔

ہنر کے ساتھ ساتھ اس کی معیشت بھی بدلی ہے۔ ۲۰۱۸ء میں ایک کاریگر ۱۰ گز لمبا نشانِ لبہ اوسطاً ۴ دن میں مکمل کرتا تھا اور اس کی اجرت ۲۲۰۰ روپے تھی۔ ۲۰۲۱ء میں یہ وقت بڑھ کر ۵ دن ہو گیا، جبکہ اجرت صرف ۲۴۰۰ روپے ہوئی۔ یعنی محنت میں ۲۵ فیصد اضافہ ہوا، مگر فی گھنٹہ آمدنی ۱۳ فیصد کم ہو گئی۔ ۲۰۲۲ء میں یہ فرق اور بڑھا۔ اب ۱۰ گز کا نشان ۵ دن میں بنتا ہے اور اجرت ۲۷۰۰ روپے ہے، یعنی فی گھنٹہ آمدنی ۲۰۱۸ء کے مقابلے میں تقریباً ۲۸ فیصد کم ہے۔

اس کے برعکس، ۲۰۱۸ء میں ۱۴ کاریگروں کی ایک انجمن قائم ہوئی تھی، جس کا مقصد ہنر کو بچانا اور نئے لوگوں کو سکھانا تھا۔ ۲۰۲۱ء میں اس کے ۱۰ ارکان رہ گئے، اور ۲۰۲۲ء میں صرف ۶ باقی ہیں۔ انجمن کے سیکرٹری ۷۲ سالہ حاجی نذیر احمد ہیں، جو خود بھی ۱۹۷۶ء سے یہ کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا: ’’ہم نے ۱۲ نوجوانوں کو سکھانے کی کوشش کی، مگر ۹ نے بیچ میں چھوڑ دیا۔ وجہ وہی ہے کہ اس ہنر میں صبر بہت چاہیے، اور صبر کی کوئی قیمت نہیں لگتی۔‘‘

انجمن کے ریکارڈ کے مطابق ۲۰۱۸ء میں ۱۴ کاریگروں نے مجموعی طور پر ۶۲۰ گز نشانِ لبہ تیار کیا تھا، جبکہ ۲۰۲۱ء میں یہ پیداوار گھٹ کر ۴۱۰ گز رہ گئی۔ ۲۰۲۲ء میں ۶ کاریگروں نے صرف ۲۶۰ گز کام کیا۔ یعنی چار برس میں پیداوار میں ۵۸ فیصد کمی آئی۔ اسی عرصے میں ریشم کی قیمت ۴۲۰ روپے فی تولہ سے بڑھ کر ۶۱۰ روپے ہو گئی ہے، یعنی ۴۵ فیصد اضافہ۔ ریشم کم ہوا، دام بڑھے، اور کاریگر کم ہوتے گئے۔

خریداروں کی تعداد بھی گھٹی ہے۔ ۲۰۱۸ء میں انجمن کے ۹۲ گاہک تھے، جن میں سے ۳۱ ہر سال آرڈر دیتے تھے۔ ۲۰۲۲ء میں گاہکوں کی تعداد ۴۱ ہے، مگر سالانہ آرڈر دینے والے صرف ۱۲ رہ گئے ہیں۔ باقی زیادہ تر لوگ ایک بار خرید کر چلے جاتے ہیں، کیونکہ اب نشانِ لبہ کا کام مہنگا اور وقت طلب سمجھا جاتا ہے۔ ۲۰۱۸ء میں ایک گز نشانِ لبہ کی اوسط قیمت ۱۸۰۰ روپے تھی، جو ۲۰۲۲ء میں بڑھ کر ۲۶۰۰ روپے ہو گئی ہے۔ یہ اضافہ مہنگائی کی شرح سے کم ہے، اس لیے حقیقی آمدنی میں کمی واضح ہے۔

انجمن کے پاس فی الحال کوئی باقاعدہ تربیتی پروگرام نہیں۔ حاجی نذیر احمد کے مطابق وہ صرف اس شاگرد کو سکھاتے ہیں جو کم از کم ۶ ماہ مسلسل آئے۔ ’’ایک دن آ کر چلا جانے والا کچھ نہیں سیکھتا، کیونکہ ہاتھ کو یاد رکھنے کے لیے روز بیٹھنا پڑتا ہے۔‘‘ انجمن کے پاس اس وقت صرف ۲ شاگرد ہیں، جن میں سے ایک ۱۹ سال کا ہے اور دوسرا ۲۴ سال کا۔ دونوں کے پاس اپنے اوزار ہیں، جو انجمن نے ۲۰۲۱ء میں خریدے تھے۔

ہنر کی دستاویز کاری کے لیے ۲۰۲۲ء میں ایک ڈیجیٹل ریکارڈ بنایا گیا۔ اس میں ۷۶۵۲ کاریگروں کے نام، پتے اور ان کے بنائے ہوئے نمونوں کی تصاویر درج کی گئیں۔ ۲۰۲۲ء کے آخر تک ۳۱۰ نمونے جمع ہو چکے تھے۔ یہ ریکارڈ ہنر کے زوال کو روکنے کی ایک کوشش ہے، مگر اس کے لیے ۱۲ ہزار روپے سالانہ کی فیس مقرر کی گئی ہے، جو کئی کاریگروں کے لیے بوجھ ہے۔ ۲۰۲۲ء میں صرف ۴۱ کاریگروں نے یہ فیس ادا کی۔ باقی ۳۵ کا ریکارڈ تاحال نامکمل ہے۔

حاجی نذیر احمد کا کہنا ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو یہ ہنر نہیں سکھائیں گے، کیونکہ ’’جو ہنر پیٹ نہ بھرے، وہ بیٹے کو دینا ظلم ہے‘‘۔ ان کے بقول نشانِ لبہ کا کام اب شوق کی حد تک رہ گیا ہے، روزگار کی نہیں۔ ’’جس دن میرے ہاتھ رکے، اس دن یہ ہنر بھی رک جائے گا، کیونکہ کتاب میں لکھا ہنر ہاتھ میں نہیں آتا۔‘‘

ریشم نگر کا ۷۶ سالہ نشانِ لبہ کاریگر ہنر کی آخری نشانی، شاگرد صرف ۲

(مقالہ/ایڈیٹر کا انتخاب)

ریشم نگر کے ۷۶ سالہ کاریگر حاجی نذیر احمد کا ہاتھ نشانِ لبہ بُنتے ہوئے کبھی نہیں کانپا۔ وہ ۱۹۷۶ء سے یہ کام کر رہے ہیں اور اب ان کے پاس صرف دو شاگرد باقی ہیں۔ ان کے بعد شاید کوئی نہیں۔ نشانِ لبہ ریشم کے کپڑے کا وہ کنارہ ہے جو لہر کی طرح موڑ کھاتا ہے، اور اسے بنانے کے لیے کوئی مشین آج تک پوری طرح کامیاب نہیں ہو سکی۔ یہ کام صرف ہاتھ سے ہوتا ہے، اور ہاتھ بھی وہ جو برسوں میں تربیت پائے۔

حاجی نذیر احمد کا گھر ریشم نگر کے پرانے محلے کوٹ سلیمان میں ہے۔ ان کے کمرے میں ۴ کرگھے لگے ہیں، مگر صرف ایک پر کام ہو رہا ہے۔ باقی تین پر گرد جمی ہے۔ ان کے بقول ۱۹۸۰ء کی دہائی میں اس محلے کے ہر دوسرے گھر میں کرگھا چلتا تھا۔ اب صرف ۹ کاریگر رہ گئے ہیں، اور ان میں سے ۴ کی عمر ۶۵ برس سے زیادہ ہے۔ یہ اعداد ہمارے اپنے سروے سے لیے گئے ہیں، کسی سرکاری ادارے سے نہیں۔

سب سے بڑا نقصان ۲۰۱۹ء کے سیلاب میں ہوا۔ اس سال ۱۱ کاریگروں کے گھروں میں پانی داخل ہوا، اور ۷ کے اوزار مکمل طور پر ضائع ہو گئے۔ ان میں وہ لکڑی کے گیج بھی تھے جو ہر کاریگر اپنے ہاتھ کے مطابق خود بناتا ہے۔ ایک گیج کا متبادل بنوانے میں اوسطاً ۱۸ دن اور ۴ ہزار روپے لگتے ہیں۔ کئی کاریگروں کے لیے یہ رقم اور وقت دونوں ہی بہت زیادہ تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کئی نے کام ہی چھوڑ دیا۔

نشانِ لبہ کی سب سے مشکل قسم ’’دوہرا موڑ‘‘ ہے، جس میں کنارے پر دو الگ الگ لہریں بنانی ہوتی ہیں۔ اس کے لیے ہاتھ کو ایک ہی لمحے میں دو سمتوں میں حرکت دینی پڑتی ہے۔ ۲۰۱۸ء میں ۱۴ میں سے ۱۱ کاریگر یہ موڑ بنا سکتے تھے۔ ۲۰۲۱ء میں یہ تعداد ۹ رہ گئی، اور اب صرف ۴ کاریگر اسے مکمل کر پاتے ہیں۔ یعنی ۶ برس میں اس ایک تکنیک کے ۶۰ فیصد ماہر ختم ہو گئے۔

ہنر کے ساتھ ساتھ اس کی معیشت بھی بدلی ہے۔ ۲۰۱۸ء میں ایک کاریگر ۱۰ گز لمبا نشانِ لبہ اوسطاً ۴ دن میں مکمل کرتا تھا اور اس کی اجرت ۲۲۰۰ روپے تھی۔ ۲۰۲۱ء میں یہ وقت بڑھ کر ۵ دن ہو گیا، جبکہ اجرت صرف ۲۴۰۰ روپے ہوئی۔ یعنی محنت میں ۲۵ فیصد اضافہ ہوا، مگر فی گھنٹہ آمدنی ۱۳ فیصد کم ہو گئی۔ ۲۰۲۲ء میں یہ فرق اور بڑھا۔ اب ۱۰ گز کا نشان ۵ دن میں بنتا ہے اور اجرت ۲۷۰۰ روپے ہے، یعنی فی گھنٹہ آمدنی ۲۰۱۸ء کے مقابلے میں تقریباً ۲۸ فیصد کم ہے۔

اس کے برعکس، ۲۰۱۸ء میں ۱۴ کاریگروں کی ایک انجمن قائم ہوئی تھی، جس کا مقصد ہنر کو بچانا اور نئے لوگوں کو سکھانا تھا۔ ۲۰۲۱ء میں اس کے ۱۰ ارکان رہ گئے، اور ۲۰۲۲ء میں صرف ۶ باقی ہیں۔ انجمن کے سیکرٹری ۷۲ سالہ حاجی نذیر احمد ہیں، جو خود بھی ۱۹۷۶ء سے یہ کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا: ’’ہم نے ۱۲ نوجوانوں کو سکھانے کی کوشش کی، مگر ۹ نے بیچ میں چھوڑ دیا۔ وجہ وہی ہے کہ اس ہنر میں صبر بہت چاہیے، اور صبر کی کوئی قیمت نہیں لگتی۔‘‘

انجمن کے ریکارڈ کے مطابق ۲۰۱۸ء میں ۱۴ کاریگروں نے مجموعی طور پر ۶۲۰ گز نشانِ لبہ تیار کیا تھا، جبکہ ۲۰۲۱ء میں یہ پیداوار گھٹ کر ۴۱۰ گز رہ گئی۔ ۲۰۲۲ء میں ۶ کاریگروں نے صرف ۲۶۰ گز کام کیا۔ یعنی چار برس میں پیداوار میں ۵۸ فیصد کمی آئی۔ اسی عرصے میں ریشم کی قیمت ۴۲۰ روپے فی تولہ سے بڑھ کر ۶۱۰ روپے ہو گئی ہے، یعنی ۴۵ فیصد اضافہ۔ ریشم کم ہوا، دام بڑھے، اور کاریگر کم ہوتے گئے۔

خریداروں کی تعداد بھی گھٹی ہے۔ ۲۰۱۸ء میں انجمن کے ۹۲ گاہک تھے، جن میں سے ۳۱ ہر سال آرڈر دیتے تھے۔ ۲۰۲۲ء میں گاہکوں کی تعداد ۴۱ ہے، مگر سالانہ آرڈر دینے والے صرف ۱۲ رہ گئے ہیں۔ باقی زیادہ تر لوگ ایک بار خرید کر چلے جاتے ہیں، کیونکہ اب نشانِ لبہ کا کام مہنگا اور وقت طلب سمجھا جاتا ہے۔ ۲۰۱۸ء میں ایک گز نشانِ لبہ کی اوسط قیمت ۱۸۰۰ روپے تھی، جو ۲۰۲۲ء میں بڑھ کر ۲۶۰۰ روپے ہو گئی ہے۔ یہ اضافہ مہنگائی کی شرح سے کم ہے، اس لیے حقیقی آمدنی میں کمی واضح ہے۔

انجمن کے پاس فی الحال کوئی باقاعدہ تربیتی پروگرام نہیں۔ حاجی نذیر احمد کے مطابق وہ صرف اس شاگرد کو سکھاتے ہیں جو کم از کم ۶ ماہ مسلسل آئے۔ ’’ایک دن آ کر چلا جانے والا کچھ نہیں سیکھتا، کیونکہ ہاتھ کو یاد رکھنے کے لیے روز بیٹھنا پڑتا ہے۔‘‘ انجمن کے پاس اس وقت صرف ۲ شاگرد ہیں، جن میں سے ایک ۱۹ سال کا ہے اور دوسرا ۲۴ سال کا۔ دونوں کے پاس اپنے اوزار ہیں، جو انجمن نے ۲۰۲۱ء میں خریدے تھے۔

ہنر کی دستاویز کاری کے لیے ۲۰۲۲ء میں ایک ڈیجیٹل ریکارڈ بنایا گیا۔ اس میں ۷۶۵۲ کاریگروں کے نام، پتے اور ان کے بنائے ہوئے نمونوں کی تصاویر درج کی گئیں۔ ۲۰۲۲ء کے آخر تک ۳۱۰ نمونے جمع ہو چکے تھے۔ یہ ریکارڈ ہنر کے زوال کو روکنے کی ایک کوشش ہے، مگر اس کے لیے ۱۲ ہزار روپے سالانہ کی فیس مقرر کی گئی ہے، جو کئی کاریگروں کے لیے بوجھ ہے۔ ۲۰۲۲ء میں صرف ۴۱ کاریگروں نے یہ فیس ادا کی۔ باقی ۳۵ کا ریکارڈ تاحال نامکمل ہے۔

حاجی نذیر احمد کا کہنا ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو یہ ہنر نہیں سکھائیں گے، کیونکہ ’’جو ہنر پیٹ نہ بھرے، وہ بیٹے کو دینا ظلم ہے‘‘۔ ان کے بقول نشانِ لبہ کا کام اب شوق کی حد تک رہ گیا ہے، روزگار کی نہیں۔ ’’جس دن میرے ہاتھ رکے، اس دن یہ ہنر بھی رک جائے گا، کیونکہ کتاب میں لکھا ہنر ہاتھ میں نہیں آتا۔‘‘